اسلامی حکومت کا شعار اور مسلمان حکمرانوں کا کردار

(آخری قسط)

حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ

اس فریضہ کی ادائیگی میں اہتمام کا بڑا فائدہ یہ ہے کہ اگر ملک کا برسر اقتدار حکمران طبقہ اور سرمایہ دار طبقہ قرآن کریم کی ہدایات وترغیبات کے تحت دیانت داری کے ساتھ اپنے کل سرمایہ کا صرف چالیسواں حصہ سالانہ زکوٰۃ نکالتا اور مستحقین پر صرف کرتا رہے اور ''رفاہِ عام'' کے کاموں میں ''صدقات نافلہ'' خرچ کرتا رہے اور ''انفاق فی سبیل اللہ (اللہ کی راہ میں خرچ کرنے) کو اپنا ''شعار'' بنالے تو ملک میں فقر وافلاس اور معاشی بحران کا نام ونشان تک باقی نہ رہے اور ''روز افزوں نسل اور آبادی'' کے لئے وسائل معاش کی قلت کا سوال ہی نہ پیدا ہو اور ''عائلی منصوبہ بندی'' جیسے غیر فطری اور نصوص قرآن کے صریح مخالف منصوبوں اور اسکیموں پر کروڑوں روپیہ صرف کرکے ملک کے لاکھوں مردوں کو ''نامرد'' اور عورتوں کو بانجھ اور ملک کی افرادی طاقت کو کمزور بنانے اور ملک کو یورپ وامریکہ کی ''دواساز کمپنیوں'' کی ''مانع حمل'' ادویہ کی کھپت کا مستقل ''مارکیٹ'' بنانے اور قابل قدر زرمبادلہ اس ''حماقت'' کی راہ میں ضائع کرنے کی نوبت ہی نہ پیش آئے۔

غرض ایتاء زکوٰۃ کے سلسلہ میں صرف ملک کا ایماندار ودین دار متمول خصوصاً تاجر طبقہ محض اللہ کے خوف سے پوری یا ادھوری ''زکوٰۃ'' سالانہ ادا کررہا ہے۔ ''صدقات واجبہ ونافلہ'' بھی رفاہِ عام کے کاموں میں صرف کررہا ہے، فقرا ومساکین کی اور ناگہانی حادثوں اور طوفانوں کا نشانہ بننے والے بے سہارا لوگوں کی حسب مقدور مدد بھی کررہا ہے، لیکن اس میں حکومت کی کارکردگی یا حکمرانوں کے شخصی اور عملی اقدام کا مطلق دخل نہیں، یعنی ملک کے برسر اقتدار اور حکمران طبقہ کے متعلق اپنے کل سرمایہ کی سالانہ باقاعدہ زکوٰۃ نکالنے اور مستحقین کو دینے کا تذکرہ کہیں نہیں آتا، حالانکہ عوام کی ترغیب اور اداء زکوٰۃ کی ملک میں ترویج کے لئے اس کا اعلان ضروری تھا- ہوسکتا ہے کہ اس طبقہ کے بھی کوئی مخیّر لوگ نجی طور پر زکوٰۃ نکالتے ہوں مگر اس طریق پر زکوٰۃ صدقات دینے سے وہ اس ذمہ

داری سے سبکدوش نہیں ہوسکتے جو بحیثیت حکمران ہونے کے ان پر عائد ہوتی ہے۔

صدرِ مملکت، صوبوں کے گورنر اور حکمران طبقہ صرف ناگہانی آفتوں، طوفانوں اور سیلابوں میں تباہ ہونے والوں کی امداد کے نام سے ہزاروں، لاکھوں، بلکہ کروڑوں روپیہ دیتا ہے، مگر وہ حکومت کے خزانہ سے دیتا ہے، اپنی جیب خاص سے نہیں، الا ماشاء اللہ۔ کبھی کبھی ایسے مواقع پر صدرِ مملکت اور صوبوں کے گورنروں کے شخصی عطیہ کا ذکر بھی آجاتا ہے مگر وہ بھی عطیہ کے نام سے، زکوٰۃ، صدقہ یا انفاق فی سبیل اللہ کے نام سے نہیں کہ وہ غالباً اس کو اپنی کسرِ شان سمجھتے ہیں۔

مختصر یہ ہے کہ حکومت اور حکمرانوں کی جانب سے زکوٰۃ وصدقات کی ادائیگی اور صحیح مصرف میں اس کے خرچ کرنے کی نگرانی کا مطلق کوئی اہتمام نہیں، زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے مجرموں کو سزا دینے کا تو کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا، جبکہ حکومت کی فہرستِ سزا اور جرم میں زکوٰۃ ادا نہ کرنا کوئی جرم ہی نہیں۔

اس سترہ سال کے عرصہ میں اربابِ حکومت کی جانب سے ''زکوٰۃ وصدقات'' کے باب میں اگر کوئی کوشش کی گئی تو صرف یہ کہ سرکاری ٹیکسوں کی طرح زکوٰۃ وصدقات بھی خود حکومت وصول کرے اور خود خرچ کرے، لیکن یہ کوشش نہ کامیاب ہوئی ہے، نہ ہوگی۔ حکومت بھی جانتی ہے کہ زکوٰۃ وصدقات ادا کرنے والا مسلمانوں کا طبقہ اس معاملہ میں حکومت سے ہرگز مطمئن نہیں ہوسکتا کہ وہ زکوٰۃ وصدقات کو صحیح شرعی مصرف میں صرف کرے گی اور نہ ہم اس کی کسی بھی قیمت پر تائید کرسکتے ہیں کہ حکومت خود زکوٰۃ وصول اور خرچ کرے، اس لئے کہ اوقات کا حشر ہم دیکھ رہے ہیں کہ محکمۂ اوقاف ''اوقاف'' کی لاکھوں روپے کی آمدنیوں کو واقفین کی شرائط اور وقفوں کے مخصوص ومتعین مصارف کی پرواہ کئے بغیر من مانے طریق پر بے دھڑک خرچ کررہا ہے۔ لاکھوں روپیہ تو ''محکمۂ اوقاف'' کے بے شمار افسروں اور عملہ کی بیش قرار تنخواہوں پر خرچ ہورہا ہے، جو شرعاً کسی طرح بھی وقف کی آمدنی کا مصرف نہیں، نہ ہی شرعاً وقف کی آمدنی کو اس پر خرچ کرنا جائز ہوسکتا ہے۔

مختصر یہ ہے کہ ''اقامتِ صلوٰۃ'' کی طرح ''ایتاء زکوٰۃ'' کے باب میں بھی حکومت اور حکمرانوں کی کارکردگی صفر کے برابر ہے۔

۳...... امر بالمعروف (شرعی احکام جاری کرنا اور ان پر عمل کرانا)

اسلامی حکومت کے ''شعار'' اور مسلمان حکمرانوں کے ''کردار'' میں تیسرے مرتبہ پر ''امر بالمعروف''، یعنی ملک میں شرعی احکام وقوانین جاری کرنا ہے، چونکہ پاکستان کا دستور کتاب وسنت پر مبنی ہے، اس لئے قدرتی طور پر ملک میں کتاب وسنت کے مطابق قانون نافذ کرنے کا مطالبہ ہونا چاہئے برسرِ اقتدار موجودہ حکومت کو ''رائے عامہ'' کے اس فطری مطالبہ اور مرکزی وصوبائی اسمبلیوں

کے پیہم تقاضوں سے مجبور ہو کر ملک میں رائج قانون کو شریعت کے مطابق بنانے کا اعلان کرنا پڑا اور اسی کے ساتھ ''اسلامی نظریہ'' کی مشاورتی کونسل کے نام سے ایک ''مشاورتی کونسل'' بھی محض عوام کو مطمئن کرنے کے لئے قائم کرنی پڑی، لیکن اس ''مشاورتی کونسل'' کی ''سفارشات'' جو درحقیقت ''شریعت اسلامیہ کے قطعی احکام'' ہیں، قانون ساز اداروں یعنی مرکزی وصوبائی اسمبلیوں کے لئے قطعاً درخورِ اعتنا نہیں، چنانچہ مشاورتی کونسل ہر قسم کے ''سود'' کو تجارتی ہو یا مہاجنی مطلقاً حرام قرار دے چکی ہے، مگر نہ صرف یہ کہ ملک میں تمام تجارتی اور صنعتی کاروبار علانیہ سود پر چل رہا ہے، بلکہ خود حکومت علانیہ طور پر پبلک سے سودی قرضے لے رہی ہے اور ان پر ساڑھے پانچ فیصد ''سود دینے'' کا کھلے بندوں اعلان کر رہی ہے اور خود بھی پبلک سے علانیہ ''سود'' لے رہی ہے۔ مشاورتی کونسل ہر قسم کی ''شراب'' کو حرام قرار دے چکی اور شراب کی خرید وفروخت کو قانوناً ممنوع قرار دینے کی سفارش کر چکی، مگر اس کے باوجود خود حکومت کروڑوں روپے کے ''شراب فروشی'' کے ''لائسنس (شراب کی خرید وفروخت کے اجازت نامے) دے رہی ہے، مشاورتی کونسل ہر قسم کی ''قمار بازی'' اور ''جوے'' کو حرام قرار دے چکی ہے اور اس کو قانوناً بند کرنے کی سفارش کر چکی ہے، مگر ملک میں خود حکومت کی سرپرستی میں ''ریس کورس'' اور اسی قسم کے ''مہذب قمار خانے'' قائم ہیں۔

برسراقتدار حکومت نے محض پاکستان کے دستور کی خلاف ورزی کے الزام سے بچنے کے لئے ان ''قطعی محرمات'' کو شرعاً حلال اور جائز قرار دینے کے لئے ایک ادارہ ''ادارۂ تحقیقات اسلامی'' کے نام سے قائم کر رکھا ہے اور اس پر لاکھوں روپیہ سالانہ صرف ان ''قطعی محرمات'' کو کتاب وسنت کی رو سے حلال اور جائز قرار دینے کی غرض سے صرف کیا جا رہا ہے، اس ادارہ کے تمام کارکن شب وروز ''نیا اسلام'' (ماڈرن اسلام) تیار کرنے میں -جس کی ضرورت کا برسراقتدار طبقہ وقتاً فوقتاً اظہار کرتا رہتا ہے- مصروف ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے ''اللہ کے پسندیدہ اور کامل واکمل دین'' کو -جس کے قائم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس پاک سرزمین میں یہ ''تمکن فی الأرض'' (اقتدارِ اعلیٰ اور استقلال واستحکام سلطنت) عطا فرمایا تھا اور مسلمانوں نے ہزاروں لاکھوں جانیں اور عصمتیں جس ''دین'' کو قائم کرنے کے لئے قربان کی تھیں۔ اُس کامل واکمل دین اسلام کو اس ''ادارۂ تحقیقات اسلامی'' کے کارکن ''مسخ'' کرنے میں رات دن منہمک ہیں، چنانچہ یہ ادارہ ''تجارتی سود'' کو کتاب وسنت کی رو سے جائز، ''شراب نوشی'' اور یورپین ممالک میں رائج ''مہذب قمار بازی'' ریس کورس وغیرہ۔ کتاب وسنت کی رو سے حلال اور جائز قرار دیتا ہے۔ **استغفر اللہ العلی العظیم۔**

امر بالمعروف کے سلسلہ میں برسراقتدار حکومت کا سب سے بڑا کارنامہ عائلی قانون ہے،

جو ملک کے ہر مسلک وفکر کے علماء کی تصریحات کے مطابق قطعاً کتاب وسنت کے خلاف اور کھلی ہوئی ''مداخلت فی الدین'' (دین میں رخنہ اندازی) ہے، مگر برسر اقتدار حکومت نے علماءِ امت کے علانیہ احتجاج کے باوجود ایک آرڈیننس کے ذریعہ اسلامی عائلی قانون کے نام سے اسے ملک پر مسلط کررکھا ہے اور پیہم احتجاج اور مسلسل وعدوں کے باوجود اس کو منسوخ کرنے یا اس میں ترمیم کرکے شریعت کے مطابق وموافق بنانے پر کسی قیمت آمادہ نہیں ہے، حتی کہ اب ملک کی مذہبی جماعتیں کچھ بعید نہیں ہے کہ اس غیر اسلامی قانون کے خلاف منظم طور پر قانون شکنی شروع کردیں۔ جیسا کہ ''جمعیت العلماء'' کے حالیہ اجلاسِ سرگودھا کی کارروائی اور پاس شدہ قرارداد سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور اس طرح ملک کا نظم درہم وبرہم ہو، جس کی ذمہ داری قطعاً برسر اقتدار حکومت کی ضد اور ہٹ دھرمی پر ہوگی، یہ ہے برسر اقتدار حکومت اور اس کے حکمرانوں کا کردار ''امر بالمعروف'' کے سلسلہ میں۔

۴...... نہی عن المنکر (شرعاً ممنوع اور حرام کاموں سے روکنا)

اسلامی حکومت کا چوتھا شعار اور مسلمان حکمرانوں کا نمبر چار کردار قرآن عزیز کی تصریحات کی روشنی میں ''نہی عن المنکر'' ہے۔ ملک سے ہرطرح کی شرعی، سماجی اور اخلاقی بدکرداریوں کے انسداد اور قلع وقمع کرنے کا واحد مؤثر ذریعہ بھی صرف ایک ہی ہے اور وہ یہ ہے کہ سب سے پہلے ملک کا حکمران اور برسر اقتدار طبقہ اپنی بیرونِ خانہ اور درونِ خانہ نجی زندگی کو ان تمام شرعی، سماجی اور اخلاقی برائیوں، بدکرداریوں، بےعنوانیوں سے اس طرح پاک وصاف اور بے داغ بنائے کہ نہ صرف پبلک پر، بلکہ ان کے ماتحت عملہ پر، اہل خانہ پر، دوست احباب اور قریب تر حلقہ پر ان کی پاک دامنی، بےلوثی اور ان تمام بدکرداریوں سے نفرت وبیزاری، بلکہ عداوت ودشمنی آفتاب نیمروز کی طرح روشن اور عیاں ہوجائے، جن کے ملک سے انسداد کے لئے وہ پروگرام اور قوانین بناتے ہیں اور ملک سے ان کی بیخ کنی کرنا چاہتے ہیں یہاں تک کہ ان تمام حلقوں کو یقین ہو کہ ہمارے انتہائی قرب کے باوجود ہم کو بھی کسی قیمت پر نہیں بخشیں گے، بلکہ انتہائی تشدد اور بے رحمی کے ساتھ غیروں کے مقابلہ پر ہمارے ساتھ سخت ترین قانونی کارروائی کریں گے۔

ہمارے سب سے بڑی اور خطرناک غفلت۔ جس کی وجہ سے انسداد وجرائم اور ملک سے قانونی، اخلاقی اور سماجی بدکرداریوں کی بیخ کنی کی تمام تر کوششیں ناکام ہورہی ہیں۔ یہ ہے کہ ہم جن بدکرداریوں، بےعنانیوں اور جرائم کے انسداد کے لئے قانون بناتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں، وہ خود ہمارے آغوش میں، ہمارے گھروں میں، ہمارے قریب تر حلقوں میں، ہمارے گرد وپیش میں، ہمارے زیر سایہ پھلتے پھولتے اور نشو ونما پاتے رہتے ہیں، ہماری ذات اور ہماری اس نسبت اور قرب کی وجہ سے یہ بدکردار لوگ قانون کی گرفت سے محفوظ رہتے ہیں، ہم دوسروں کے

اعمال پر احتساب کرتے ہیں، مگر اپنے گریبان میں منہ ڈال کر کبھی نہیں دیکھتے، دوسروں کی آنکھ کا تنکا ہمیں نظر آتا ہے، مگر اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا۔

بہر حال حکمران طبقہ کی ان ''شرعی'' نہ سہی قانونی، سماجی، اخلاقی بدکرداریوں اور جرائم کے انسداد کی انتھک کوششوں اور سخت سے سخت قوانین نافذ کرنے کے باوجود یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ اس وقت پاکستان میں شراب نوشی، قمار بازی، باہمی رضامندی سے زنا کاری، سود خوری، رشوت ستانی، چور بازاری، (شرعاً) حلال وحرام اور (قانوناً) جائز وناجائز کا امتیاز کئے بغیر نفع اندوزی، دھوکہ دہی، جعلسازی وغیرہ بدکرداریاں اس قدر عام ہیں کہ یورپین ممالک بھی اس کے سامنے شرماتے ہیں، رقص وسرود (ناچنا گانا) نیم عریانی، فحش لٹریچر، عورتوں اور مردوں، لڑکوں اور لڑکیوں کا بے محابا اختلاط وارتباط، پاکستانی ثقافت کا طرۂ امتیاز بنتا جارہا ہے، نہ صرف یہ کہ حکومت کی جانب سے اس ''ثقافت'' کی سرپرستی کی جاتی ہے، بلکہ تعلیمی اداروں یعنی یونیورسٹیوں، کالجوں اور اسکولوں میں طالب علم لڑکوں اور لڑکیوں کے اس ثقافت کے مظاہروں میں حصہ لینے پر ہر ممکن طریق پر حوصلہ افزائی کی جاتی ہے، اخبارات میں ایسے تفریحی پروگراموں کی رودادیں اور ان میں حصہ لینے والے لڑکوں اور لڑکیوں کے فوٹو نہایت آب وتاب سے شائع کئے جاتے ہیں۔ فلم سازی اور سینما کو پاکستان کی ''انڈسٹری'' میں خاص اہمیت حاصل ہے اور اس کے فروغ کے لئے ایک مستقل محکمہ قائم ہے، پاکستانی اخبارات کے صفحات اس صنعتِ فلمسازی کی ترقیات کے پروپیگنڈے کے لئے وقف ہیں، فلموں میں کام کرنے والے نوبنو جوانوں، لڑکے اور لڑکیوں - فلمی اصطلاح میں نئے چہروں - کی ہر طرح ہمت افزائی اور پشت پناہی کی جاتی ہے، حالانکہ وہ عموماً اپنے والدین اور سرپرستوں کی بغاوت کرکے، بلکہ بھاگ کر محض ایکٹر یا ایکٹرس بننے کے شوق میں اندھے ہوکر اپنی پوری زندگی اور اسی کے ساتھ خاندانی شرافت کو برباد کرلیتے ہیں، اس کے جاننے کے باوجود ''فلمی حلقہ'' کو ایسے لڑکوں اور لڑکیوں کو ہاتھوں ہاتھ لینے کی کھلی چھٹی حاصل ہے۔

انہی ''فواحش'' اور ''منکرات'' کی اشاعت اور حوصلہ افزائی کا نتیجہ ہے کہ ملک میں جرائم - قتل وغارت، ڈاکہ زنی، چوری، جیب تراشی، دھوکہ دہی، جعلسازی اور شادی شدہ وغیر شادی شدہ عورتوں کا اغوا یعنی فرار وغیرہ جرائم کی تعداد میں اس قدر تیزی کے ساتھ اضافہ ہورہا ہے کہ حکومت کی پوری مشنری اس میں کمی کرنے سے عاجز ہے۔

اس کی ایک بڑی وجہ یہ یہی ہے کہ حکومت ملک کے اندر ''شرعی'' حدود اور ''تعزیرات'' نافذ کرنے سے کسی نامعلوم خوف یا مرعوبیت کی وجہ سے گریز کررہی ہے۔ جرائم کی مروجہ سزائیں

اس قدر ہلکی اور قانون کی گرفت اس قدر ڈھیلی ہے کہ جرائم کا ارتکاب کرنے والے مجرم بجائے ان جرائم سے باز آنے کے سزا کاٹنے کے بعد اور زیادہ دلیر ہوکر نکلتے ہیں اسی کے نتیجہ میں ملک کے اندر ایک مستقل طبقہ ''جرائم پیشہ'' لوگوں کا پیدا ہو رہا ہے جو ہر ملک، قوم اور حکومت کی پیشانی کا بدترین داغ ہے۔ یہ ہے چوتھے فریضہ نہی عن المنکر کا عالم

خدا فراموشی

بہرحال مجموعی طور پر پاکستان کی حکومت، حکمران، برسرِ اقتدار طبقہ، نیز سرمایہ دار، تاجر، صنعتکار، ہنر پیشہ، ملازمت پیشہ طبقے اور عام پبلک درحقیقت خدا کے خوف، آخرت کے خوف کو اور پاداش عمل کو بالکل بھول چکے ہیں، حرام وحلال، جائز وناجائز کے فرق کو اور شریعت کے احکام کو قطعاً پس پشت ڈال کر حاکم سے لے کر محکوم تک اور راعی سے لے کر رعایا تک سب پر ''خدا پرستی'' کے بجائے ''غرض پرستی'' اس قدر مسلط ہے کہ پوری قوم اپنی نفسانی خواہشات، شخصی اغراض اور ذاتی منافع کے حاصل کرنے میں سرتاپا منہمک ہے۔ اللہ کا، رسول کا، دین اسلام کا، شریعت کا نام جو کبھی کبھار ضمیر کی ملامت کی وجہ سے زبان پر آجاتا ہے اور دین کے گنے چنے شعائر- روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ وغیرہ پر جو عمل کر لیتے ہیں، وہ صرف خود فریبی اور طفل تسلی کے طور پر یا عادت کے طور پر ایک رسمی سی چیز ہے، الا ماشاء اللہ۔ ملک کے عوام اور متوسط طبقہ میں ایسے افراد موجود ہیں جو واقعی خدا کا خوف اور اس کے احکام پر عمل کرنے کا صحیح اور سچا جذبہ رکھتے ہیں اور حتی الامکان ''منکرات'' و ''منہیات'' اور ''محرمات'' سے اجتناب کرتے ہیں اور انہی کے دم قدم سے یہ ملک اور حکومت قائم ہے۔

جو چیزیں بحیثیت مجموعی قوم کی اس خدا فراموشی اور غفلت کو مستحکم کر کے (العیاذ باللہ) ''ختم اللّٰہ علی قلوبھم'' کی حد تک پہنچادینے کا سبب بن رہی ہیں، وہ مادی اور معاشی ترقیات اور بڑی حد تک غیروں کے بل بوتے پر قائم ''خود ساختہ'' ترقیاتی منصوبوں کی کامیابیاں ہیں جن پر صدر مملکت اور اراکین سلطنت سے لے کر ہر روزانہ اخبار تک فخر ومسرت کے راگ الاپنے میں مصروف ہے اور ان دنیوی کامرانیوں کو برسراقتدار حکومت اور صدر مملکت کا زریں اور قابل فخر کارنامہ قرار دے رہے ہیں، حالانکہ شدید اندیشہ اور خطرہ اس امر کا ہے کہ بحیثیت مجموعی اس خدا فراموشی اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت سے صریح انحراف کی حالت میں یہ تمام کامیابیاں (خاکم بدہن) کہیں ''فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ'' کا مصداق اور ہماری یہ خوشیاں ''حتی اذا فرحوبھا'' کا مصداق نہ ہوں، العیاذ باللہ۔

یاد رکھئے! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی مکمل اطاعت اور اللہ کے ''پسندیدہ دین'' اور محبوب رب العالمین فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی ''شریعت'' کی پیروی کے ساتھ ساتھ جو دنیوی ترقی، مادی خوشحالی اور ملکی رفاہیت حاصل ہو، وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت عظمیٰ اور اس کی رضا اور خوشنودی کی علامت اور مقام شکر و مسرت ہے اور اس آیت کریمہ کا مصداق ہے: ''لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ''۔

اور جس قدر ہم اس نعمت کا شکریہ، یعنی اللہ اور رسول کی اطاعت میں ترقی، استقلال اور پائیداری اختیار کریں گے، اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے خزانے سے ہمارے تصور اور حوصلہ سے بھی زیادہ معاشی رفاہیت، مادی خوشحالی، مال و دولت کی بے پناہ فراوانی اور ترقیات و فتوحات کے دروازے ہم پر کھول دیں گے اور ہر لحاظ سے ملک و ملت اور حکومت و سلطنت کو استقلال و استحکام عطا فرمائیں گے۔ مسلمانوں کا شاندار ماضی - پہلی اور دوسری صدی کا زریں عہد - اس کا شاہد ہے۔

بہرحال ہمارا ملک کے تمام اعلیٰ و ادنیٰ طبقوں کا، حکومت کا اور برسراقتدار حکمران طبقہ کا فرض ہے کہ ہم جلد از جلد اپنے کردار کو قرآن عظیم کے بیان کردہ مومنین کے کردار کے مطابق بنالیں اور اس موجودہ غفلت اور ''خدا فراموشی'' کو اولین فرصت میں ترک کر کے فرائض چہارگانہ: ''اقامت صلوٰۃ، ایتاء زکوٰۃ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر'' کو اپنا اور اپنی حکومت کا شعار بنالیں، اس سے پہلے کہ ہم ''خدائی پکڑ'' میں گرفتار ہوں اور دنیا کے دوسرے مسلمان ملکوں کے آئے دن کے خونریز انقلابات، برسراقتدار حکومتوں اور حکمرانوں کے خلاف خوفناک سازشوں، اور رات رات میں حکومتوں کے تختے الٹنے کے واقعات سے عبرت حاصل کریں کہ ان مسلمان ملکوں اور حکومتوں کا عدم استحکام قرآن کریم کی تصریحات ''حَتّٰى إِذَا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا'' کی روشنی میں اسی ''خدا فراموشی'' کا نتیجہ ہے اور یہ انقلابات ہی خدا کی ''ناگہانی پکڑ'' کا مصداق ہیں، اللہ ہم کو، ہمارے حکمرانوں کو، ملک اور قوم کے تمام طبقوں اور حلقوں کو خدا کے پسندیدہ دین ''اسلام'' اور رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی ''شریعت پر پختگی کے ساتھ قائم رہنے اور اس کو قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔ وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین۔

☆☆...☆☆